سارے جہاں کا جائزہ، اپنے جہاں سے بے خبر

ہمارے معاشرے کی ایک الجھن یہ ہے کہ ہر آدمی کو دوسروں کی اصلاح، دوسروں پر تنقید کی فکر رہتی ہے، اسے دوسروں کی کوتاہیاں اور خرابیاں ایک ایک کر کے نظر آتی ہیں،۔۔۔ ان کی شکایت کرتا ہے، فکرمندی ظاہر کرتا ہے، کڑھتا ہے، اپنے حال سے بے خبر اوروں کے عیب و ہنر تلاش کرتا ہے لیکن اسے اپنی کوتاہیوں اور کمزوریوں کا احساس کم ہوتا ہے، وہ اصلاح کا اپنے آپ سے نہیں، معاشرے سے اس کا آغاز کرنا چاہتا ہے، تاہم اس حقیقت کی طرف اس کی توجہ نہیں رہتی کہ وہ خود معاشرے کا ایک فرد ہے اور اگر وہ اصلاح کا آغاز خود اپنے نفس سے کرے تو یوں معاشرے کے بگاڑ میں ایک فرد کی اصلاح سے کمی واقع ہو سکتی ہے، اسے دوسروں کی ذمہ داریوں کا احساس رہتا ہے لیکن اپنی ذمہ داریوں سے بے فکر رہتا ہے۔ اسے اپنے حقوق یاد رہتے ہیں لیکن اس کے ذمہ معاشرے کے کتنے اور کیا حقوق ہیں؟ ان سے وہ سبک دوش رہنا چاہتا ہے۔ اسلامی تعلیمات میں ہر فرد کو ذمہ دار قرار دیا گیا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ألا كلكم راعٍ، وكلكم مسئوول عن رعيته...... (تم میں سے ہر ایک حاکم و ذمے دار ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔)

حقیقت یہ ہے کہ ہر آدمی کو بیٹے، باپ، بھائی اور شوہر ہونے کی حیثیت سے اپنی ذمہ داریوں کا اگر احساس ہو جائے، اس میں رشتوں، بندھنوں اور پڑوسی ہونے کے حوالے سے اپنے حقوق کی ادائیگی کا شعور بیدار ہو جائے، اسے ملک و ملت کے فرزند ہونے کے اعتبار سے اپنی انفرادی اور ملّی ذمہ داریوں کی فکر ہو تو ہمارے معاشرے کے آدھے سے زیادہ مسائل اسی سے حل ہو جائیں گے۔

فرد جب معاشرے کو اپنے ذمے کے حقوق ادا کرے گا تو اول اس کے اس طرز عمل سے معاشرہ از خود اس کے حقوق بھی اسے دینا شروع کر دے گا اور اگر کہیں اس کو اس کے جائز، واجب حقوق نہیں مل پاتے تو یہ کوتاہی کم از کم یکطرفہ ہوگی اور یکطرفہ کوتاہی دو آتشہ نہیں ہوتی کہ زیادہ دیر برقرار رہے، اس کا احساس جلد ہوتا ہے اور زائل ہو جاتی ہے، لیکن فکر کا زاویہ اگر اس کے برعکس ہو تو اس سے ناہموار معاشرتی رویے جنم لیتے ہیں، فرد، بیٹا، باپ، بھائی، شوہر، رشتہ دار اور پڑوسی ہونے کی حیثیت سے صرف اپنے حقوق معاشرے سے وصول کرنے کا تو خواہاں ہو، وہ ملک و ملت کے فرزند ہونے کے حوالے سے اپنے حقوق منوانے اور طلب کرنے کا تو جذبہ رکھتا ہو لیکن خود کسی ذمے داری کو قبول کرنے کے لیے تیار نہ ہو، ممکن ہے ایسی صورت میں وہ معاشرے سے اپنے کچھ مطالبات منوا بھی لیتا ہو، تاہم معاشرے کا رویہ بھی از خود اس سے ناہموار ہو جائے گا اور یوں فرد کی اصلاح کے بغیر ایک صالح معاشرہ وجود میں نہیں آ سکے گا۔

☆☆☆